(۴۹)

سیرۃ النبیؐ کے جلسے ۱۷/ جون کو ہوں گے

(فرمودہ ۲۷/ اپریل ۱۹۲۸ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

میں نے گذشتہ سال کے سالانہ جلسہ کی تقریر میں یہ اعلان کیا تھا کہ ہمارے آئندہ سال کے پروگرام میں علاوہ اور باتوں کے یہ بات بھی شامل ہوگی کہ جماعت کے تمام افراد خواہ وہ ہندوستان میں کسی جگہ کے رہنے والے ہوں اپنی اپنی جگہ ۲۰/ جون کو ایسے جلسے کرانے کی کوشش کریں جن میں رسول کریم ﷺ کی زندگی کے ان تین پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے۔ اول آپؐ کی پاکیزہ زندگی۔ دوسرے آپؐ کے دنیا پر احسانات۔ اور تیسرے آپؐ کی دنیا کے لئے قربانیاں۔ جیسا کہ میں پہلے بھی کئی دفعہ بتا چکا ہوں اس تجویز میں یہ حکمت مدنظر ہے کہ سینکڑوں آدمی رسول کریم ﷺ کی ذات مبارک کے متعلق لیکچر دینے کی خاطر اس بات کے لئے مجبور ہوں گے کہ آپؐ کے حالات زندگی کا مطالعہ کریں اور اس طرح ایک ہزار مبلغ ایسا پیدا ہو جائے گا جو بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر مخالفین اسلام کی طرف سے جو اعتراضات کئے جاتے ہیں ان کا دفاع علیٰ وجہ البصیرت کر سکے اور بتا سکے کہ رسول کریم ﷺ کی زندگی ایسی ہے جو اپنی صداقت کی آپ دلیل ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ ان وجودوں میں سے ہیں جن کے متعلق کسی شاعر نے کہا ہے

آفتاب آمد دلیل آفتاب

سورج کے چڑھنے کی دلیل کیا ہے؟ یہ کہ سورج چڑھا ہؤا ہے۔ کوئی پوچھے اس بات کی کیا دلیل ہے کہ سورج چڑھا ہؤا ہے؟ تو اسے کہا جائے گا دیکھ لو سورج چڑھا ہؤا ہے۔ تو کئی ایسے وجود ہوتے ہیں کہ ان کی ذات ہی ان کا ثبوت ہوتی ہے اور رسول کریم ﷺ کی ذات ستودہ

صفات انہی وجودوں میں ہے بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ اس وقت تک جو انسان پیدا ہوئے یا آئندہ پیدا ہوں گے وہ سب کے سب رسول کریم ﷺ سے نیچے ہیں اور آپ سب پر فوقیت رکھتے ہیں۔ ایسے انسان کی زندگی پر اگر کوئی اعتراض کرتا ہے تو اس کی زندگی کے حالات کو بگاڑ کر ہی کر سکتا ہے اور بگاڑے ہوئے حالات سے وہی متأثر ہو سکتا ہے جسے صحیح حالات کا علم نہ ہو۔ مثلاً ہمیں معلوم ہو کہ زید یہاں بیٹھا ہے اب اگر بکر قسمیں کھا کھا کر کہے کہ وہ لاہور چلا گیا ہے تو ہم اس کی بات ہرگز نہ مانیں گے کیونکہ ہمیں علم ہے کہ زید لاہور نہیں گیا بلکہ اس مجلس میں بیٹھا ہے۔ تو بگاڑے ہوئے حالات سے دھوکا وہی کھا سکتا ہے جسے صحیح علم نہ ہو رسول کریم ﷺ کی ذات پر اسی طرح حملے کئے جاتے ہیں۔ ایسے حملوں کے دفاع کا بہترین طریق یہ نہیں ہے کہ ان کا جواب دیا جائے بلکہ یہ ہے کہ ہم لوگوں کو توجہ دلائیں کہ وہ رسول کریم ﷺ کے حالات خود پڑھیں اور ان سے صحیح طور پر واقفیت حاصل کریں۔ جب وہ آپ کے حالات پڑھیں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ آپ کی ذات نور ہی نور ہے۔ اور اس ذات پر اعتراض کرنے والا خود اندھا ہے۔ دیکھو اگر کوئی اس وقت جب کہ سورج چڑھا ہؤا ہے یہ کہے کہ مجھے سورج نظر نہیں آتا۔ تو اسے یہ نہ کہیں گے کہ ممکن ہے سورج نہ چڑھا ہؤا ہو اور ہمیں سورج کے چڑھنے میں شک نہیں پیدا ہو جائے گا بلکہ یہ کہیں گے کہ تو اندھا ہے اس لئے تمہیں سورج نظر نہیں آتا۔ اگر کوئی یہاں بیٹھے ہوئے یہ کہے کہ مجھے تو اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا ہے تو کوئی آنکھوں والا اس شبہ میں نہیں پڑ جائے گا کہ سورج نہیں چڑھا ہؤا۔ بلکہ یہی سمجھا جائے گا کہ اس کی آنکھوں کو یک لخت ایسا صدمہ پہنچا ہے کہ وہ اندھا ہو گیا ہے۔ اسی طرح جو شخص رسول کریم ﷺ کے متعلق یہ کہتا ہے کہ مجھے آپؐ کی زندگی کے حالات تاریک ہی تاریک نظر آتے ہیں تو اس کے متعلق یہی کہا جائے گا کہ اس کی آنکھیں نہیں رہیں۔ جسمانی آنکھیں نہیں بلکہ روحانی آنکھیں۔ یہ نہیں کہ اس کے کہنے پر آنکھوں والوں کو بھی شبہ پڑ جائے؟ کہ ممکن ہے رسول کریم ﷺ کی ذات میں وہ نقص پائے جاتے ہوں جو آپ کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ پس جس طرح اس وقت جب کہ صاف دن چڑھا ہؤا ہے کوئی بادل وغیرہ نہیں اگر کوئی کہے کہ سورج نہیں چڑھا ہؤا تو اسے کہا جائے گا آؤ دیکھو سورج چڑھا ہؤا ہے۔ اسی طرح رسول کریم ﷺ کی ذات والا صفات پر اعتراض کرنے والوں کو جواب دینے کا بہترین طریق یہ ہے کہ لوگوں کو آپ کے حالات پڑھنے اور ان سے صحیح طور پر واقف ہونے کی طرف مائل کیا

جائے۔ اس بات کو مدنظر رکھ کر یہ تجویز کی گئی ہے کہ اس سال کم از کم ایک ہزار آدمی ایسا تیار کیا جائے جو ان دشمنان اسلام کو جو اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر اعتراض کرتے ہیں جواب دے سکے۔ اور چونکہ ارادہ ہے کہ یہ تحریک جاری رکھی جائے اور امید ہے کہ اس میں ہر سال پہلے سال کی نسبت زیادہ لوگ شامل ہوتے رہیں گے اس لئے تھوڑے ہی عرصہ میں لاکھوں انسان مسلمانوں' ہندوؤں' سکھوں اور عیسائیوں وغیرہ میں سے ایسے پیدا ہو سکتے ہیں جو رسول کریم ﷺ کی زندگی کے صحیح حالات سے کما حقہٗ واقفیت حاصل کریں اور بجائے اس کے کہ اعتراض کرنے والوں کو ہم جواب دیں وہ خود اپنی اپنی قوم کے لوگوں کو جواب دینے لگ جائیں گے۔

ایک تو یہ فائدہ اس تحریک سے مدنظر ہے۔ دوسرے یہ فائدہ مدنظر ہے کہ جلسہ میں اگر اوسطاً پانچ سو آدمی بھی شریک ہوں اور ہم اس سال ایک ہزار جگہوں پر جلسے کرا سکیں تو ایک دن میں کم از کم پانچ لاکھ انسان رسول کریم ﷺ کی زندگی کے صحیح حالات سے واقف ہو سکتے ہیں۔ اور اگر یہ تحریک جاری رہے تو پانچ دس سال کے اندر اندر مسلمانوں میں سے تو بہت بڑی تعداد میں مگر ہندوؤں' عیسائیوں' سکھوں اور دیگر مذاہب کے لوگوں میں سے بھی اس قدر لوگ واقف ہو جائیں گے کہ پھر حالات کو بگاڑ کر اعتراض کرنے کی کسی کو بہت کم جرأت ہو سکے گی اور اگر کوئی اعتراض کرے گا بھی تو اس کے ہم مذہب ہی اس کی تردید کر دیں گے۔

اس بات کو مدنظر رکھ کر ۲۰/ جون کی تاریخ ایسے جلسوں کے لئے مقرر کی گئی تھی۔ اس کے متعلق بعض کو یہ خیال پیدا ہؤا ہے کہ ۲۰/ جون کو محرم کی پہلی تاریخ ہوگی اور اس وجہ سے شیعہ اصحاب پورے طور پر اس تحریک میں حصہ نہ لے سکیں گے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ سوال سنیوں کے دل میں پیدا ہؤا ہے شیعوں میں پیدا نہیں ہؤا۔ حالانکہ اس دن لیکچر دینے والوں میں کئی ایسے اصحاب نے اپنے نام لکھائے ہیں جو شیعہ ہیں اور کئی شیعہ اصحاب ایسے ہیں جنہوں نے نہ صرف لیکچر دینے کی ذمہ داری لی ہے بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ وہ جلسہ کو کامیاب بنانے کی پوری پوری کوشش کریں گے۔ تو بظاہر حالات معلوم نہیں ہوتے کہ شیعہ اصحاب کو اس تاریخ سے اختلاف ہو اور خصوصاً جس فرقہ کی بنیاد محبت رسول ؐ اور محبت آل رسول ؐ پر ہو اس کے متعلق سمجھ میں نہیں آتا اسے رسول کریم ﷺ کی شان کے اظہار سے اس لئے صدمہ پہنچے کہ اس دن محرم شروع ہو گا۔ شیعہ اصحاب محرم میں جس بات سے صدمہ محسوس

کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ لوگ ان دنوں میں خوشیاں منائیں۔ مگر یہ جلسے نہ تو رسول کریم ﷺ کی پیدائش پر خوشی منانے کے لئے ہوں گے نہ اور کسی قسم کی خوشی کے اظہار کے لئے بلکہ یہ تو علمی جلسے ہوں گے اور ان میں رسول کریم ﷺ کی حقیقی شان دنیا کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ آپ ؐ کی زندگی کے صحیح حالات سنائے جائیں گے اور ان دنوں میں شیعہ اصحاب کی طرف سے بھی یہ کوشش کی جاتی ہے کہ حضرت امام حسین اور دوسرے شہیدانِ کربلا کے حالات سے لوگوں کو واقف کریں۔ گویا ان ایام میں وہ بھی اہل بیت کے تاریخی حالات کو تازہ کرتے اور لوگوں کو سناتے ہیں۔ پھر جن کے ذریعہ اہل بیت کو ساری عزت اور توقیر حاصل ہوئی ان کا ذکر ہو تو اس پر شیعوں کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ لیکن ایک اور مشکل ضرور ہے اور وہ یہ کہ چونکہ محرم کے ایام میں بعض جگہ فساد ہو جاتا ہے اس لئے محرم کی ان تاریخوں میں گورنمنٹ کی طرف سے بعض جگہ جلسے وغیرہ کرنے کی ممانعت ہو جاتی ہے۔ اس دقت کو دیکھتے ہوئے یہی مناسب سمجھا گیا ہے کہ جس جلسہ کی تجویز ہے وہ محرم سے پہلے کر لیا جائے اور اس کے لئے ۱۷/ جون کا دن مقرر کیا جاتا ہے جب کہ اتوار ہو گا اور چھٹی ہونے کی وجہ سے اس دن کسی کے لئے جلسہ میں شامل ہونے میں رکاوٹ نہ ہو گی۔ اور اگر محرم میں جلسہ ہونے کی وجہ سے کسی کے جذبات کو صدمہ پہنچ سکتا تھا تو اب اسے بھی صدمہ نہیں پہنچے گا اور وہ شامل ہو سکے گا۔ چونکہ اس جلسہ کی غرض یہ ہے کہ سارے مسلمان مل کر ان لوگوں کو جو رسول کریم ﷺ کی ذات پر بے ہودہ اعتراض کرتے ہیں یہ بتا دیں کہ ہم ایسے اعتراضوں سے بدظن نہیں ہوتے بلکہ پہلے سے بھی زیادہ آپ ؐ کے والا و شیدا ہیں اس لئے تمام مسلمانوں کو ان جلسوں میں پوری کوشش سے شریک ہونا چاہئے اور انہیں کامیاب بنانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرنا چاہئے۔

پس آج ایک اعلان تو میں یہ کرتا ہوں کہ مجوزہ جلسے ۲۰/ جون کو نہیں بلکہ ۱۷/ جون کو ہوں گے۔ اس بات کی اطلاع سب دوستوں کو دے دی جائے اور ہر جگہ یہ اعلان کر دیا جائے۔ میں نے دفتر ڈاک میں بھی کہہ دیا ہے کہ ہر خط جو لکھا جائے اس میں یہ بھی لکھ دیا جائے کہ جلسہ ۲۰/ جون کی بجائے ۱۷/ جون کو ہو گا اور دوست بھی جہاں جہاں خط لکھیں یہ اطلاع دے دیں۔ دوسرا سوال یہ کیا گیا ہے کہ ایسے جلسہ کے لئے کیوں نہیں رسول کریم ﷺ کی پیدائش کا دن منتخب کیا گیا جب کہ اس دن پہلے سے مجالس میلاد منعقد کی جاتی ہیں۔ میں اس سوال کا جواب

پہلے بھی دے چکا ہوں مگر اب چونکہ یہ پھر اٹھایا گیا اس لئے پھر دے دیتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ یہ جلسہ کوئی ہماری مذہبی تقریب نہیں ہے اگر یہ ہماری مذہبی تقریب ہوتی تو اس کے لئے ہم سب فرقوں کے مسلمانوں کو دعوت نہ دیتے۔ مثلاً جن لوگوں کے نزدیک نذریں نیازیں دینا مذہبی تقریب ہے وہ خود تو نیازیں دیں گے اور ان کی خوبیاں بیان کر کے دوسروں کو بھی ان کا قائل کرنے کی کوشش کریں گے مگر یہ نہیں ہوگا کہ کسی اہل حدیث مولوی صاحب کو دعوت دیں کہ آؤ ہماری نیاز میں شامل ہو جاؤ۔ اسی طرح ہم مسلمان ہندوؤں یا دوسرے غیر مذاہب کے لوگوں کو اسلام کی خوبیاں بتائیں گے اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دیں گے مگر کسی ہندو سے یہ نہ کہیں گے کہ آؤ ہمارے ساتھ نماز میں شامل ہو جاؤ کیونکہ جب تک عقیدہ نہ بدل جائے مذہبی تقریبوں میں شامل ہونے کے لئے نہیں کہا جا سکتا۔ اسی طرح یہ ہماری کوئی مذہبی تقریب نہیں ہے بلکہ علمی تقریب ہے۔ رسول کریم ﷺ کی شان اور رتبہ سے واقف کرنے کے لئے جلسے کئے جائیں گے اس لئے ضروری ہے کہ ایسا دن تجویز کیا جائے جس میں کسی کو اختلاف نہ ہو۔ رسول کریم ﷺ کی پیدائش کے دن جو جلسے کئے جاتے ہیں بعض لوگوں کی روزی کا ان پر مدار ہے وہ اس موقع پر تقریریں کرتے ہیں اور لوگ انہیں کچھ دے دیتے ہیں۔ اب اگر اس موقع پر اور لیکچرار تقریریں کریں گے تو ان لوگوں کی آمدنی میں فرق آجائے گا۔ ممکن ہے کہ ان میں ایسے مخلص ہوں جو رسول کریم ﷺ کی شان کے اظہار کے مقابلہ میں اپنی آمدنی کی پروا نہ کریں۔ اور جو لوگ آپ کی شان کے متعلق تقریریں کرنا چاہیں ان کی تقریریں کرائیں مگر سارے کے سارے ایسے نہیں ہو سکتے اور اپنی آمدنی کے خیال سے مخالفت کریں گے اس وجہ سے وہ موقع مناسب نہیں سمجھا گیا۔

پھر ان مجالس میں خاص خاص باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ اور ایسے معجزے بیان کئے جاتے ہیں جنہیں کئی محقق تسلیم نہیں کرتے اور ان باتوں سے ہندوؤں وغیرہ کو کوئی فائدہ بھی نہ ہوگا بلکہ الٹا نقصان ہوگا۔ مثلاً اگر ان مجالس میں ایسی باتوں پر زور ہو کہ گوہ نے آکر رسول کریم ﷺ سے باتیں کیں، درختوں اور پتھروں نے آپؐ کو سجدہ کیا تو ان سے غیر مسلم لوگ کچھ فائدہ نہ اٹھائیں گے کیونکہ ان سے بڑھ کر باتیں ان کے ہاں موجود ہیں۔ ان پر جن باتوں کا اثر ہو سکتا ہے وہ یہ ہیں کہ آپؐ کی ذات کیسی اعلیٰ درجہ کی پاک تھی اور آپؐ نے کس طرح لوگوں کو پاک کیا۔ آپؐ پر لوگوں نے کیا کیا زیادتیاں کیں اور آپؐ نے ان کے مقابلہ میں کیا کیا طریق

اختیار کئے اور کس طرح تقویٰ پر قائم رہے۔ آپؐ نے دنیا کو فائدہ پہنچانے کے لئے خود کیا کیا تکالیف برداشت کیں۔ اس قسم کی باتیں بیان کرنے سے ہندو اور دوسرے غیر مسلم لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ لیکن مجالس میلاد میں جس قسم کے وعظ کئے جاتے ہیں ان کا چھڑانا مشکل ہے۔ اور اگر ان مجالس میں صرف مسلمان ہی ہوں تو غیر مذاہب والے فائدہ نہ اٹھا سکیں گے اس وجہ سے اس موقع کو ایسے لیکچروں کے لئے منتخب نہیں کیا گیا۔

پھر ایک اور بات یہ ہے کہ مسلمانوں میں ایسے فرقے ہیں جو میلاد کو عبادت سمجھتے ہیں اور اس میں ایسے مواقع آتے ہیں جب کہ ان کے نزدیک کھڑا ہونا ضروری ہوتا ہے اور اگر کوئی کھڑا نہ ہو تو اسے اپنے مذہب کی ہتک سمجھتے ہیں۔ مگر کئی فرقے ایسے ہیں جو کھڑا ہونا ضروری نہیں سمجھتے جیسے اہلحدیث اور ہم احمدی۔ اگر ایسا جلسہ ہو اور اس میں اہلحدیث یا احمدی کھڑے نہ ہوں تو دوسرے لوگ برا منائیں گے اور اگر کھڑے ہو جائیں تو اپنے اصل کے خلاف کریں گے اور اس طرح تفرقہ پیدا ہو کر ممکن ہے لڑائی جھگڑے تک نوبت پہنچ جائے۔

ان وجوہات کے ماتحت میں نے ضروری سمجھا کہ اس قسم کا جلسہ میلاد کے دن نہ ہو بلکہ کسی دوسرے موقع پر ہو تاکہ سارے مسلمان مل کر اس میں حصہ لے سکیں اور ان مولویوں کے لئے بھی مخالفت کی کوئی وجہ نہ ہو جو میلاد کے دن وعظ کرنا اپنا خاص حق سمجھتے ہیں۔

اس تشریح کے بعد کہ کیوں میلاد کے دن کو اس جلسہ کے لئے منتخب نہیں کیا گیا اور یہ بتا دینے کے بعد کہ تاریخ بدل دی گئی ہے دوستوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ صرف لیکچروں کی تیاری کے لئے نام دے دینا کافی نہیں ہے۔ یہ زمانہ اشاعت کا زمانہ ہے اور جب تک کسی بات کے متعلق پروپیگنڈا نہ ہو اس میں کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اس وقت تک ایسے دوست تو بہت سے ہیں جنہوں نے لیکچروں کی تیاری کے لئے اپنے نام دیئے ہیں مگر اس بات کی ذمہ داری بہت کم لوگوں نے اٹھائی ہے کہ وہ اپنے ہاں اور ارد گرد کے دیہاتوں میں جلسے کرنے کے لئے لوگوں کو تیار کریں گے۔ چونکہ یہ بھی نہایت ضروری بات ہے اس لئے اس کی طرف دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ اس وقت ضرورت ہے ایسے احباب کی جو اس بات کا ذمہ لیں کہ وہ ایک ایک یا دو دو یا تین تین گاؤں میں جلسے کرائیں گے۔ اور ان کو اس کے لئے بعض ترکیبوں سے کام لینا چاہیئے۔ مثلاً انہیں ایسے اصحاب کو جلسہ کے لئے صدر تجویز کر لینا چاہیئے جن کے صدر ہونے میں لوگوں کو دلچسپی ہو۔ اور لوگوں کو کسی کے متعلق دلچسپی مختلف چیزوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔

رسول کریم ﷺ کی شان کے اظہار کے لئے جو جلسے ہوں ان میں مسلمانوں کو بغیر اس خیال کے کہ کون پریذیڈنٹ ہوتا ہے یا کون نہیں ہوتا شریک ہونا چاہئے مگر افسوس ہے تعلیم کی کمی کی وجہ سے ابھی مسلمانوں میں یہ بات نہیں پائی جاتی اور سارے لوگ ایسے نہیں ہوں گے جو ان جلسوں میں پوری پوری دلچسپی لے کر اور شوق کا اظہار کر کے دنیا کو بتادیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کے ایسی فدائی ہیں کہ دنیا ہمیں کسی طرح بھی آپ سے جدا نہیں کر سکتی اس لئے ضرورت ہے کہ لوگوں کو ان جلسوں کی اہمیت بتانے کی کوشش کی جائے۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ کثرت سے کسی بات کے متعلق اشتہار دیئے جائیں تو اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں بار بار جو اس کے لئے بلایا جاتا ہے تو ضرور اس میں کوئی بات ہوگی۔ ایسے لوگ محض اعلان ڈھنڈورہ اور اشتہارات سے متأثر ہو کر آجاتے ہیں۔ پھر کئی اس طرح متأثر ہوتے ہیں کہ اس چیز کی خوبی انہیں بتائی جائے اس کے لئے ضروری ہے کہ ۱۷/ جون کے جلسہ سے قبل مختلف محلوں اور مختلف موقعوں پر جلسے کر کے لوگوں کو بتایا جائے کہ کتنے عظیم الشان فوائد اس جلسہ سے مرتب ہو سکتے ہیں۔ اس کے لئے وہ خطبے سنائے جائیں جو میں نے اس بارے میں پڑھے ہیں۔ پھر عام لوگوں کو بڑے آدمیوں سے تعلق ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس جلسہ کی صدارت کے لئے ایسے آدمی تجویز کئے جائیں جنہیں لوگوں میں رسوخ اور اثر حاصل ہو۔ لوگوں کو ان سے محبت ہو اور وہ لوگوں کے کام آنے والے ان کو فوائد پہنچانے والے اور ان سے وابستگی رکھنے والے ہوں۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی دیکھنا ضروری ہے کہ جسے صدارت کے لئے چنا جائے اس میں اتنی قابلیت ہو کہ جلسہ کا انتظام کر سکے۔ لوگوں کی توجہ لیکچروں کی طرف قائم رکھ سکے اور تقریروں پر مفید طور پر تنقید کر سکے اس وجہ سے ابھی سے ایسے لوگوں کا انتخاب شروع کر دینا چاہئے۔ اسی طرح جلسہ کی جگہ کے لئے بھی ابھی سے انتظام کرنا چاہئے۔ کئی دفعہ خیال کر لیا جاتا ہے کہ فلاں جگہ مل جائے گی اور وہاں جلسہ کرلیں گے۔ مگر دریافت کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس دن کسی اور وجہ سے رکی ہوئی ہوگی۔ اس طرح عین موقع پر بہت مشکل پیش آتی ہے۔ پس اگر کسی جگہ کسی ہال میں جلسہ کرنے کی تجویز ہو تو ابھی سے اس تاریخ کے لئے ہال کا انتظام کر لینا چاہئے۔ اور اگر کسی کھلی جگہ جلسہ کرنا ہو تو اس کے لئے بھی ابھی سے اجازت وغیرہ حاصل کر لینی چاہئے۔ ورنہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ وقت پر جگہ کا انتظام نہیں ہو سکتا اور پھر کہا جاتا ہے چلو مسجد وغیرہ میں جلسہ کرلیں اور اس طرح جلسہ

کی اصل غرض حاصل نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح اشتہار اعلان اور ڈھنڈورہ کے متعلق بھی ابھی سے تیاری کرنی چاہئے۔ پھر یہ بھی ایک دوست کی تحریک ہے جس کی میں نے تصدیق کی ہے کہ جن کے مضامین اعلیٰ رہیں گے ان کو انعام میں سند اور تمغہ دیا جائے گا۔ اس کے لئے غیر مسلم لوگوں میں تحریک کرنی چاہئے اور ان کو مضمون تیار کرنے کے لئے کہنا چاہئے۔ اس وقت تک اس طرف بہت کم توجہ کی گئی ہے۔ اس کے متعلق درجن ڈیڑھ درجن کے قریب نام آئے ہیں جنہوں نے مضمون لکھنے پر آمادگی کا اظہار کیا ہے مگر یہ بہت تھوڑی تعداد ہے۔ برہمو سماج والے جب اپنے لیڈر کی پیدائش کا دن مناتے ہیں تو دوسرے مذاہب کے لوگوں کو بھی لیکچر دینے کے لئے بلا لیتے اور ان سے لیکچر دلاتے ہیں۔ اگر مسلمان کوشش کریں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ رسول کریم ﷺ جیسے انسان کے متعلق لیکچر دینے کے لئے دوسرے مذاہب کے لوگ تیار نہ ہو جائیں۔ اس کام کے لئے اچھے سے اچھے لیکچرار تیار ہو سکتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ ہر قوم میں شریف ہوتے ہیں جو اپنی شرافت کے اظہار کے لئے موقع ڈھونڈتے ہیں۔ اسی طرح ہندوؤں اور عیسائیوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جو چاہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ پر اعتراض کرنے والوں کے خلاف آواز اٹھائیں مگر انہیں اس کے لئے کوئی موقع نہیں ملتا۔ اب یہ جلسے ان کے لئے موقع ہو گا اور وہ رسول کریم ﷺ کے حالات زندگی بیان کر کے آپ کی خوبیاں ظاہر کر سکیں گے اور جتنا لطف غیر مذاہب کے لوگوں کی طرف سے رسول کریم ﷺ کی خوبیوں کے اظہار پر آئے گا اتنا اپنوں کی طرف سے اظہار پر نہ آئے گا ان کے لئے انعام بھی مقرر کیا گیا ہے۔ احباب ان کو تیار کرنے کی کوشش کریں یہ بہت مفید کوشش ہوگی۔ اور پھر جب ان مضامین کی کتاب چھپ جائے گی جس میں ہندوؤں، سکھوں، عیسائیوں، یہودیوں اور پارسیوں وغیرہ کے مضامین رسول کریم ﷺ کی شان میں ہوں گے تو وہ کتاب غیر مسلموں پر اثر ڈالنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہوگی۔ مگر اس طرف ابھی تک بہت کم توجہ کی گئی ہے حالانکہ دن بہت تھوڑے رہ گئے ہیں مدراس، بمبئی، برار کے لوگوں نے بہت ہی کم توجہ کی ہے بلکہ یو۔پی اور بہار میں بھی توجہ میں بہت کمی ہے۔ بنگال کا نام میں اس لئے نہیں لیتا کہ وہاں کے دوستوں نے اپنے ذمہ لیا ہے کہ وہ اس علاقہ میں جلسے کرائیں گے۔ بنگال کے احباب پنجاب اور صوبہ سرحد کے بعد عمدگی اور ہوشیاری سے کام کرنے کے لحاظ سے اپنا درجہ رکھتے ہیں اس لئے گو انہیں خود توجہ ہے مگر میں پھر کہوں گا وہ اپنی طرف سے پوری کوشش جاری رکھیں۔ پنجاب اور

صوبہ سرحد کے احباب اگرچہ بہت جوش اور سرگرمی سے کام لے رہے ہیں لیکن چونکہ سب سے بڑی ذمہ داری انہی پر ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پنجاب میں پیدا ہوئے اور جس وقت آپ کی پیدائش ہوئی اس وقت صوبہ سرحد پنجاب سے جدا نہ تھا بلکہ پنجاب کے ساتھ ہی تھا۔ اس علاقہ کو اب بھی ہم پنجاب سے جدا نہیں سمجھتے اس لئے پنجاب کے ساتھ ہی صوبہ سرحد کے دوستوں کی بھی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

چونکہ وقت بہت کم رہ گیا ہے اس لئے دوست اس بات کا انتظار نہ کریں کہ اس بارے میں اور اعلان کئے جائیں گے اور ان کو پڑھ کر وہ کوشش کریں گے۔ وہ خود بخود کوشش کریں اور دور دور تک اس جلسہ کی تحریک کو پھیلا دیں یہاں تک کہ ہندوستان کا کوئی گوشہ ایسا نہ رہے جہاں یہ تحریک نہ پہنچے اور کوئی آدمی ایسا نہ رہے جس تک یہ بات نہ پہنچ جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین

(الفضل ۴/ مئی ۱۹۲۸ء)